THE ALHAKAM QADIAN
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹

هفته وار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار
جسکو
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

چندہ سالانہ
والیانِ ریاست سے
حکام و امراء سے
معاونین سے
عوام سے
ممالک غیر سے سالانہ
چھ روپے بارہ آنہ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی عنرض دار الاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم سے شائع ہوتا ہے۔

فی پرچہ ۲/

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی
عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محموداحمد (مجاہد مصری)
عرفانی

نمبر ۳	۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۲ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ بروز یکشنبہ	جلد ۳۷

"الحکم" کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اظہارِ مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخصاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے یہ معلوم کرکے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالےٰ برکت دے۔ اور اس ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کردے۔ (آمین ثم آمین)

"الحکم" سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا اسے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ خرچ کرکے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ اَللّٰھُمَّ آمین

خاکسار

میرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

(۷ جنوری ۱۹۳۴ء)

الحکم اور اسکے خریدار و انصار

الحکم کے اس دورِ جدید میں الحکم کی اعانت و خریداری کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں خصوصیت سے ایک جوش ہے۔ اور اب تک میرے پاس جو خطوط آئے ہیں وہ ہر قربانی پر اسے زندہ رکھنے کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا تو الحکم کا یہ دورِ جدید انشاء اللہ العزیز مقبول ہوگا۔ میں اپنے مخلص کرمفرماؤں سے معذرت کرتا ہوں کہ اگر ان کے تمام خطوط شائع نہ کرسکوں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اشاعت کے خیال سے نہیں لکھ رہے۔ بلکہ اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ ان کے **اخلاص و محبت** کا ریکارڈ قائم ہو جائے اسلئے کچھ نہ کچھ ہر مکتوب کا حصہ میں درج کرتا ہوں گا۔ وباللہ التوفیق (عرفانی)

(۱) **شیخ عبدالحکیم صاحب** دہلی سے نہایت ہی محبت و اخلاص سے معمور ایک مکتوب لکھتے ہیں۔ جس کے ضمن میں انھوں نے لکھا ہے:- "الحکم کے اجراء کی نوید سن کر دل باغ باغ ہو گیا۔ ایامِ گذشتہ کی یاد تازہ ہوئی آہ! وہ کیا وقت تھا جب لوگ الحکم کے انتظار میں گھڑیاں گنا کرتے تھے۔ گو میں بہت بعد میں آیا ہوں مگر الحکم کے فائل دیکھے ہیں۔ اور جب بھی انھیں دیکھا دل حسرت رہی کہ اے کاش! پھر یہ پرچہ زندہ ہوتا"

شیخ صاحب نے الفضل میں خبر پڑھ کر لکھا ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جو تمنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ظاہر فرمائی۔ اُس کا عکس شیخ صاحب کے مکتوب میں ہے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ انھیں حضرت کے ساتھ ایک خاص محبت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"خدا اور اس کے انبیاء حقیقی زندگی کے مالک ہیں آؤ ہم ان کی جاری کی ہوئی باتوں کو جاری رکھیں۔ وہ جاری ہونے ہوئے ہم جہان سے گذر جائیں۔ پھر ہماری نسلیں انھیں جاری رکھیں۔ وہ بھی اسی طرح گذر جائیں۔ مجھے اس سے محروم نہ کرنا۔ ضرور روانہ کرنا"

(۲) **شیخ نیاز محمد صاحب** خلف الرشید شیخ برکت علی صاحب نے ایک رویا لکھی ہے کہ چند روز ہوئے دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے اور اسی طرح تازہ وحی وغیرہ شائع ہو رہی ہیں۔ الحکم کے اجراء پر خیال آیا کہ شاید اس سے متعلق ہو۔ میرے نام الحکم جاری فرماکر ممنون فرمائیں"

(۳) **میاں دوست محمد** تاجر چرم ایک خریدار اور خود خریداری کی درخواست بھیجتے ہوئے لکھتے ہیں کہ الفضل میں اخبار الحکم کے دوبارہ اجراء کا ذکر پڑھا۔ بہت ہی مسرت ہوئی۔ خاکسار کو پہلے تو آپکے معزز اخبار کا تعارف نہ تھا۔ کیونکہ خاکسار ۱۹۲۶ء کی جولائی میں احمدیت میں داخل ہوا تھا۔ مگر جناب کی تحریرات جو وقتاً فوقتاً الفضل میں شائع ہوتی رہیں اس سے جناب کی محبت حضرت مسیح موعود اور تبحرِ علمی اور آپ کا مذاق سلیم خاکسار کے دل میں گھر کئے ہوتے ہے۔ میرے نام جاری کردیں"

(عرفانی:- من آنم کہ من دانم)

(۴) **شیخ محمد شفیع صاحب** سابق سکریٹری انجمن احمدیہ لودہانہ (حال مقیم بمبئی) بجیدہ مسرت کا اظہار کرتے ہیں"

(۵) **حضرت نواب اکبر یار جنگ** اپنے گرامی نامہ میں لکھتے ہیں کہ "الحکم کو دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی جیسے پرانے بچھڑے ہوئے باہم ملتے ہیں" — اللہ تعالیٰ استقامت اور کامیابی عطا فرمائے"

(۶) **حضرت ثاقب** میرزا خانی نے تو کمال کردیا۔ آپ نے الحکم دیکھ کر جو نظم لکھی ہے وہ تو اسی صفحہ کے وسط میں درج ہے۔ خط بہت پُر مضمون اور معنی خیز دعاؤں کو لئے ہوتے ہے — فرماتے ہیں:-

"الحکم کا نمبر اول پہنچا۔ دل کو سرور اور آنکھوں میں نور آیا۔ اللہ کرے یہ **ستر بہتر آپ کی طرح سے ہو۔ اور اس سے بھی لمبی عمر پائے اور مقبولِ عام ہو"**

(عرفانی کی دعاء ہے کہ خدا حضرت ثاقب میرزا خانی کو اس سے بھی بہت بڑی عمر عطا فرمائے کہ وہ الحکم کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس کے بعض نقشہ جات اپنے قلم اور معجز رقم سے لکھتے رہیں اور اس عہد کو یاد دلاتے رہیں۔ جبکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بصیرت افروز کلام سناتے تھے۔ اور خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے داد لیتے تھے۔)

الحکم کا خیر مقدم

از حضرت ثاقب میرزا خانی مدظلہ العالی

حضرت ثاقب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان گرامی قدر شعراء میں سے ہیں جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف پایا۔ اور جو دنیا کی تمام مشغلوں کو چھوڑ کر در حضرت پر نذرِ عقیدت پیش کرنے میں ساری عزتوں کا معراج سمجھتے رہے ہیں۔ جن کو یہ عزت حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا کلام سنا اور بارہا سنا اور بہت پسند فرمایا۔ الحکم کے دورِ جدید میں حضرت ثاقب سے توقع کی جاتی ہے کہ ان مجالس کی تصویر وہ اپنے قلم سے نظم میں پیش کرتے رہیں گے۔ (خادم عرفانی)

الحکم اے پیارے آرگن احمدیت کے رفیق
ہم تجھے دیوانے ترے دل کو رہی تیری تلاش
کیا کہیں کیا دل پہ گذری انتظارِ دید میں
دیکھنے کو دیدۂ و دل آہ کیا ترسا کئے
خدمتیں جو تم نے کی تھیں وہ ہمیں سب یاد ہیں
یاد ہے وہ دن کہ تم تھے اور مہدیٔ زماں
عیسوی انفاس کی، کی ترجمانی تم نے خوب
تو مسیحا کی زباں ہونے کا رکھتا ہے شرف
تو ہے نورالدین اعظم کا مرید باصفا
چاہتے تھے دل سے تجھکو حضرتِ عبدالکریم
حضرتِ فضلِ عمر محمود احمد میرزا
آپ کا زریں زمانہ اور یہ تیرا طلوع

اے رفیقِ راہِ مولا اور طریقت کے رفیق
اے قدیمی یارِ صادق ایک مدت کے رفیق
اے انیسِ رنج و غم اے کنجِ خلوت کے رفیق
آ ملے تم بعد مدت راہِ غربت کے رفیق
عیسئے والا نشاں کی پیاری صحبت کے رفیق
ترجمانِ احمد اور سیر و سیاحت کے رفیق
اے مسیحا کی دعاوی نبوت کے رفیق
اے لبِ اعجازِ عیسیٰ۔ حق و حکمت کے رفیق
اُنکے عہدِ پاک اور دورِ خلافت کے رفیق
وہ انیسِ خاص یارانِ طریقت کے رفیق
مہرباں ہیں تجھ پہ اور تیری اشاعت کے رفیق
ہوں یہ عرفانی کے زریں بخت و دولت کے رفیق

بل بے اُلفت ثاقبِ مہجور بھی یاد آ گئے
وہ پرانے دوست تیرے ایک مدت کے رفیق

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دسترخوان

۱۷ر جنوری ۱۹۳۴ء کو مسجد اقصٰی میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت ایک **دعوت طعام** دی گئی تھی۔ میں اسے عید ڈنر کا نام دیتا ہوں۔ چونکہ جماعت قادیان کی تعداد بفضلہ تعالیٰ ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ اسلئے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ قرعہ اندازی کے ذریعہ جن لوگوں کا نام نکلے وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہمراہ کھانا کھائیں۔ اور باقی دوستوں کے گھروں پر کھانا پہنچا دیا جائے۔ اس تجویز کے ساتھ حضرت نے یہ بھی اضافہ کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **صحابہ** بغیر کسی قید کے شریک ہوں۔ خواہ ان کا نام قرعہ میں نکلے یا نہ نکلے۔ اس تقریب پر حضرت ڈاکٹر محمد صادق صاحب نے **حضرت مسیح موعود** علیہ السلام کی **سیرۃ مبارکہ** کے کچھ واقعات پیش کئے۔ جن میں زیادہ تر ان واقعات کا ذکر تھا جو حضورؑ کے **دسترخوان** سے تعلق رکھتے تھے۔ میں نے مناسب سمجھا ہے کہ بعض ان اور بعض دوسرے واقعات کو جو دسترخوان سے تعلق رکھتے ہوں بیان کروں وباللہ التوفیق (عرفانی)

حضرت ڈاکٹر مفتی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب **دسترخوان** پر بیٹھتے تو آپ ایک روٹی کے دو ٹکڑے کرتے۔ پھر ایک ٹکڑے کے دو ٹکڑے کرتے اور اس طرح پر ایک ٹکڑا لے کر اس سے بہت چھوٹا سا ٹکڑا لے کر اسے شوربے سے ذرا مس کر کے کھاتے تھے۔

میں ذرا اسے مکمل کرنے کے لئے یوں کہنا چاہتا ہوں کہ جب باہر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ تو آپ کا معمول یہ ہوتا تھا کہ دسترخوان بچھ جاتے اور کھانا چنے جانے کے بعد آپ پوچھا کرتے کہ **کیوں جی شروع کریں**؟ اس سے یہ مقصد ہوتا تھا کہ کوئی مہمان رہ تو نہیں گیا یا سب کے سامنے کھانا رکھا گیا ہے۔ پھر جواب ملنے پر آپ شروع فرماتے تھے۔

آپکے کھانے کا فی الحقیقت وہی طریق تھا جو ڈاکٹر صادق نے بیان کیا۔ اس میں بھی ایک راز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کھانے کی مقدار بہت کم ہوتی تھی۔ اور آپ تمام مہمانوں کے بعد تک کھاتے رہتے تھے۔ یعنی سب سے آخر میں جو شخص کھانا ختم کرتا وہ آپ کی ذات ہوتی۔ اور یہ اسلئے کہ کوئی مہمان صرف یہ سمجھ کر کھانے سے دستکش نہ ہو جاوے کہ حضرت کھا چکے ہیں اور اس طرح پر بھوکا نہ رہے۔ آپکے کھانے کی مقدار بہت کم ہوتی تھی۔ اور آپ سالن یا ترکاری بہت ہی کم کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب کھانا اٹھایا جاتا تو آپکے سالن کا پیالہ قریباً ویسا ہی ہوتا تھا اور روٹی کے ٹکڑے بھی سب سے زیادہ آپکے سامنے سے اٹھتے تھے جس کو لوگ تبرک یقین کر کے اٹھا لیا کرتے تھے۔ اور باہم تقسیم کرتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ اپنی ترکاری یا سالن میں سے کچھ بوٹیاں یا اور کوئی چیز روٹی پر رکھ کر بعض قریب بیٹھنے والے دوستوں کو اور بعض اوقات ان دوستوں کو بھی دے دیتے جو قریب نہیں ہوتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ کھانا کھاتے ہوئے آپ باتیں بھی کرتے رہتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ آپ صرف روکھی روٹی کا ٹکڑا منہ میں ڈال لیا کرتے تھے۔ اور پھر انگلی کا سرا شوربے میں تر کر کے زبان سے چھوا دیا کرتے تھے۔ تاکہ لقمہ نمکین ہو جائے غرض آپ کو زیادہ سالن یا ترکاری کھانے کی عادت نہ تھی۔

آپکے کھانے کا مقصد آپ صرف اسلئے کھاتے تھے۔ کہ قوت حاصل ہو۔ اور آپ خدمت دین کا کام کر سکیں۔ لذت نفس آپکے مقاصد میں داخل نہ تھی اسلئے بارہا آپنے فرمایا کہ ہمیں **تو کھانا کھا کر یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پکا تھا اور ہم نے کیا کھایا**۔ آپ کا عمل سعدی کے اس مقولہ کی تشریح تھی۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است

اور آپنے سعدی کے اس شعر کو بعض تقریروں میں بیان بھی کیا۔ کم کھانے پر آپ اس حد تک قابو یافتہ تھے کہ ایکبار فرمایا اور آپ کی تحریروں میں بھی موجود ہے کہ آپ وحی الٰہی کی ہدایت سے متواتر روزے رکھ رہے تھے تو اسقدر کم کھایا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے نفس پر اسقدر قابو حاصل ہو گیا۔ کہ آپنے فرمایا کہ ایک پہلوان کو میرے ساتھ ایک کمرے میں بند کر دیا جاوے تو قبل اسکے کہ مجھے کھانے کی حاجت ہو۔ وہ مر جائے گا۔ آپ کو بھوک اور پیاس پر حکومت اور قدرت حاصل ہو چکی تھی۔

چونکہ آپ کا مقصد کھانے سے صرف قوت حاصل کرنا تھا۔ نہ کہ لذت اور ذائقہ اسلئے آپ عموماً وہ چیزیں کھاتے تھے۔ جو آپکی طبیعت کے موافق ہوتی تھیں۔ اور جن سے دماغی قوت قائم رہے تاکہ کام میں ہرج نہ ہو۔

آپنے کھانے کے بدمزہ ہونے پر کبھی اظہار ناراضی نہیں کیا۔ جو آپکے سامنے آجاتا آپ حسب ضرورت کھا لیتے تھے۔ ایک مرتبہ منشی عبدالحق صاحب لاہوری نے بمقام امرتسر کہا کہ آپکے کھانے کے لئے خاص انتظام ہونا چاہیئے۔ اور گھر کے لوگوں کو سختی سے حکم دیا جائے حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے بھی تائید کر دی آپنے فرمایا۔

ہمارے دوستوں کو ایسا نہیں چاہیئے۔

میں آپکے دسترخوان کے متعلق سیرۃ و شمائل میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ یہاں یہ ذکر حضرت مفتی صاحب کے ذکر کے سلسلہ میں کر دیا۔

حضرت ڈاکٹر صادق صاحب نے اسی سلسلہ کلام میں بعض واقعات اپنی ذات کے متعلق فرمائے۔ منجملہ اس کے ایک یہ تھا کہ ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر صادق صاحب معہ اپنی والدہ محترمہ کے لاہور جانے کو تیار ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ آپ اپنے مخلص احباب کی مشایعت فرمایا کرتے حضرت صاحب نے حکم دیا کہ کھانا لاؤ۔ تاکہ مفتی صاحب ساتھ لے جائیں۔ اور راستہ میں کھائینگے۔ کوئی شخص لنگر خانہ سے کچھ روٹیاں اور کچھ بوٹیاں ڈال کر لے آیا۔ آپنے اس خیال سے کہ ان کو کپڑے میں باندھ دینا چاہیئے اور کوئی شخص کپڑا لینے جائے گا تو دیر ہو جائے گی اپنی **دستار مبارک کا ایک حصہ** پھاڑ کر اس میں روٹیوں کو باندھ دیا۔

یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتا ہے۔ آپ اپنے خدام سے کسقدر۔۔۔ شفقت سے برتاؤ کرتے تھے۔ اور آپ کی زندگی ہر قسم کے تکلفات سے پاک تھی۔ **سادگی** اور اخلاص کا بہترین نمونہ تھی۔ مفتی صاحب جب کبھی اس واقعہ کی یاد کرتے ہیں تو آب دیدہ ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت ڈاکٹر صادق سے بہت محبت تھی۔ اور ڈاکٹر صادق کی دلی خواہش تھی کہ وہ قادیان کی اقامت اختیار کریں۔ بارہا انھوں نے چاہا کہ ملازمت ترک کر کے قادیان آجائیں۔ آخر خدا تعالیٰ کی مشیت آپ کو قادیان لے آئی۔ اور انھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر جو موقعہ خدمت سلسلہ کا ملا۔ وہ **قابل رشک** ہے۔

حضرت مسیح موعود اور ایک نو مسلم دسترخوان پر

ڈاکٹر صادق نے ایک واقعہ بیان کیا کہ حضرت کا معمول تھا کہ بعض دوستوں کو اپنی رکابی میں سے کچھ بوٹیاں یا کوئی اور چیز روٹی پر اٹھا کر۔۔۔۔۔۔ دسترخوان پر ہی بیٹھے ہوئے دیدیتے تھے۔ ایک شخص جو پہلے مسلمان تھا اور پھر عیسائی ہو گیا۔ اور پھر مسلمان ہو کر قادیان آگیا۔ حضور اس کو بھی عزت دیتے تھے کہ کبھی کبھی یہ ہدیہ دیتے۔ پھر وہ یہاں سے چلا گیا۔ اور اس نے حضرت کے دسترخوان یا کھانے کے متعلق بعض مضامین شائع کئے۔ حضرت کو جب علم ہوا تو آپنے فرمایا میں تو خود اسے اپنے ہاتھ سے کچھ دے دیا کرتا تھا اسلئے میں سمجھتا تھا کہ وہ کھانے کا حریص ہے۔ ڈاکٹر صادق نے بتایا کہ حضرت اقدس کبھی ایسے مولفۃ القلوب کی بھی دلداری فرمایا کرتے تھے۔

حضرت صادق نے بات کو زیادہ کھولا نہیں۔ وقت کی تنگی سمجھیئے یا پردہ پوشی سے کام لیا۔ لیکن چونکہ یہ سلسلہ کی تاریخ کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی کا ایک واقعہ ہے میں اسے پورے طور پر بیان کر دینا چاہتا ہوں:۔۔۔

اس شخص کا نام خاکی شاہ تھا۔ وہ راہوں ضلع جالندھر کا باشندہ تھا۔ اور عیسائی ہو کر کچھ عرصہ تک اباحتی زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر وہ یہاں آگیا۔ اور دراصل وہ مالیر کوٹلہ سے ہو کر آیا تھا۔ حضرت نواب صاحب قبلہ بھی ایسے لوگوں کو مولفۃ القلوب سمجھ کر ان سے بہ مروت پیش آتے تھے۔ یہ شخص کھانے کا بڑا ہی حریص تھا۔ اور اس کا یہ عام طریق تھا کہ جب دسترخوان بچھتا اور

وہ نماز میں پچھلی صفوں میں ہوتا۔ تو وہاں سے کود کر آگے آجاتا اور حضرت کے قریب بیٹھ کر کھانے کا شوقین تھا۔ اسے یہ شبہ تھا حالانکہ وہ ہر روز دیکھتا تھا کہ شاید حضرت کے قریب بیٹھنے والوں کے لئے کوئی خاص قسم کا کھانا آتا ہے۔ مگر باوجود دیکھنے کے بھی وہ اس مرض میں مبتلا تھا کہ خدا کے مامور و مرسل ایک شفاف دل رکھتے ہیں اور ان کے قلوب پر خاص تاثرات پیدا ہوتے ہیں اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مہمان نوازی اور محبت و شفقت کے جذبہ سے اسکو نوازتے رہتے۔ لیکن اس کے اندر بعض کمزوریاں تھیں جو زیادہ دیر تک مخفی نہیں رہ سکتی تھیں۔ آخر وہ وقت آگیا کہ وہ اس **پاک مجلس** سے الگ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت کے حضور شکایت ہوئی اور حضرت نے تحقیقات کے بعد یہی مناسب سمجھا کہ ان کو یہاں سے رخصت کر دیا جائے وہ چلا گیا اور اس نے اب اپنے لئے یہی بہتر سمجھا کہ مخالفت کرے۔ وہ مخالفین سلسلہ کے پاس گیا اور ان کی تحریک سے اس نے اس قسم کے مضامین شائع کئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہ بجز کھانے کے متعلق بعض شکایات جو اصلیت سے دور اور محض افترا تھیں شائع کرنے کے سوا کچھ نہ کرسکا۔ اور مخالفین سلسلہ نے اسے پھر کوئی اہمیت نہ دی۔ وہ مختلف جگہ گیا کہ کوئی اسے قبول کرے مگر وہ اس کا مصداق ہو چکا تھا ؎

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ رفت ہیچ عزت نیافت

آخر وہ ذلیل و خوار ہو کر گمنامی کی زندگی میں مر گیا۔ اور آج اسے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون تھا ہاں اس کی زندگی اور قادیان سے اس کا اخراج ایک نشان ٹھہر گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے والے اسطرح پر خائب و خاسر اور نامراد ہو کر دنیا سے جاتے ہیں۔ **فاعتبروا یا اولی الالباب**

پچاس سال پیشتر کے واقعات و حالات مقالات و الہامات

"کفر کے فتوے کی ابتداء"

جنوری ۱۸۸۴ء کے آخری ایام یا فروری ۱۸۸۴ء کے اوائل میں آپ امرتسر تشریف لے گئے۔ اس لئے کہ **براہین احمدیہ** کی چوتھی جلد چھپ رہی تھی۔ اسکے پروف اور کاپیاں دیکھنے کے لئے آپ اکثر جاتے رہتے تھے۔ اور جب وہاں تشریف لے جاتے تو علی العموم حکیم محمد شریف صاحب کے مکان پر قیام کرتے تھے اگرچہ امرتسر کے بعض رؤسا چاہتے تھے کہ آپ ان کے ہاں فروکش ہوں۔ اسلئے کہ اس خاندان کے ذاتی امتیاز کی وجہ سے۔ وہ اس خاندان کے ساتھ خصوصیت سے تعلقات رکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ جب آپ ۱۸۹۳ء میں مباحثہ آتھم کے لئے تشریف لے گئے تو حاجی غلام محمود صاحب مرحوم نے بہ اصرار آپ کو اپنے مکان پر لے جا کر رکھا اور بہت بڑی دعوت دی۔ اسی طرح شیخ غلام حسن مرحوم اور خواجہ یوسف شاہ مرحوم آپ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔

براہین احمدیہ کی اشاعت میں جب آپکے **الہامات** کا ذکر آیا اور ان میں بعض الہامات آپکے مستقبل کے دعاوی کی شان کو لئے ہوتے تھے تو لودہانہ کے مولوی صاحبان نے خصوصیت کے ساتھ **علم مخالفت** بلند کیا **علمای سوء** کے پاس ہمیشہ سے جو ہتھیار صادقوں اور راستبازوں کے برخلاف اٹھانے کے لئے دیکھا گیا ہے وہ **فتویٰ کفر** ہی ہے۔ اگر اس پیشہ **کافر گری** کی تاریخ کا مطالعہ کیا جاوے تو دنیائے اسلام میں کوئی راستباز اور صادق انسان ایسا نہیں گزرا جس پر ان **کلاب الدنیا** نے اپنے **ترکش کافر گری** کا تیر نہ پھینکا ہو حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام علمای سوء کے اس حملہ سے کیوں کر بچ سکتے تھے۔ چنانچہ لودہانہ کے مولوی محمد نے اپنے بھائیوں سے ملکر اس مہم کا آغاز کیا۔ اسی مقصد کے لئے انھوں نے دیوبند کا سفر کیا اور چاہا کہ وہاں کے جلیل القدر علماء سے فتویٰ حاصل کریں۔ مگر اسوقت دیوبند میں سلیم الفطرت اور خدا تعالیٰ سے خوف کھانے والے لوگ موجود تھے۔ انھوں نے ان مولویوں کی (باوجودیکہ وہ اپنے اثر اور رسوخ میں ممتاز تھے) کچھ پرواہ نہ کی اور وہ ناراض ہو کر وہاں سے چلے آئے۔ وہ اپنی کوششوں میں تھکے نہیں اور آخر انھوں نے دہلی کے بعض علماء سے اپنے فتوے کفر کی تائید چاہی اور خط و کتابت کی۔ مگر دہلی کے علماء نے بھی ان کے دامن تکفیر طلب میں کوئی ٹکڑا نہ ڈالا۔ البتہ انھوں نے یہ کیا کہ حضرت اقدس کو ایک مکتوب کے ذریعہ رفق اور ملائمت کی نصیحت کی۔

دراصل دہلی کے علماء کو ایک طرف اسوقت یہ بھی خیال تھا کہ ہم فتوے کفر دے کر عذاب الٰہی کے مستحق نہ بنیں گے۔ اور دوسری طرف لودہانوی طائفہ سے بھی ڈرتے تھے کہ وہ ان کی مخالفت میں کھڑے ہو جائینگے۔ چنانچہ لودہانوی جرگہ نے دیوبند والوں کی تو بہت بڑی مخالفت کی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر (اسوقت آپنے کوئی دعویٰ تو کیا ہی نہیں تھا) اس قسم کی دھمکیوں کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور آپ کا توکل اور بھروسہ اللہ تعالیٰ ہی پر تھا۔ اور **اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو تسلی اور اطمینان دلا رہا تھا**۔ چنانچہ جبکہ یہ علمای سوء اس قسم کی کوششوں میں مصروف تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ آپ پر سکینت نازل فرمائی۔ اور اسوقت جبکہ آپ کو ابھی وہ شہرت اور عزت حاصل نہ تھی اور **عاقبت نااندیش** لودہانوی جرگہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنے **فتوے کفر** سے حضور کو پیس ڈالے گا۔ اور نعوذ باللہ دنیا میں ذلیل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام **عبد الرافع** رکھا۔ اس نام کے رکھنے میں یہ نکتہ مخفی تھا کہ تم اس خدائے بزرگ کے عبد ہو۔ جس کا نام رافع ہے۔ اسلئے تو **عزت و رفعت** کے مقام پر اٹھایا جائے گا۔ کیسی یہ لطیف اور ایمان پرور بات ہے کہ ایسے حالات میں دشمن آپ کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی رفعت اور عظمت کی پیشگوئی کرتا ہے اور صاف طور پر فرماتا ہے **انی رافعک الیّ انی معزک لا مانع لما اعطی** اور بتایا کہ دنیا کے مکاید اور مخالفتیں اب اس **انعام عزت و اکرام** کی راہ میں روک نہیں ہو سکتی ہیں۔

یہ ۱۸۸۴ء کے اوائل فروری کا واقعہ ہے۔ دشمن آپ کی تذلیل کا منصوبہ کرتا ہے اور اپنے مجرب ہتھیار کو استعمال کرنے کے لئے نکلتا ہے۔ اور اسی حالت میں خدا تعالیٰ یہ **مبشرات** دے رہا ہے افسوس تو یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی فراست اور سلیم الفطرتی کی آنکھ بند ہے واقعات پر غور نہیں کرتے۔ وہ ان حالات کو دیکھیں جو آج سے **پچاس برس پیشتر آپکے گرد و پیش تھے۔**

کوئی جماعت آپکے ساتھ نہ تھی۔ اور ہر قسم کی مالی مشکلات سامنے تھیں اور دوسری طرف ایک ایسی جماعت مخالفت کے لئے اٹھتی ہے جو اپنی قوت و طاقت پر ناز کرتی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ بشارت دیتا ہے کہ یہ لوگ تیرے لئے بظاہر اپنی رسیوں کو سانپ بنا کر چھوڑ رہے ہیں۔ لیکن وہ سانپ ہو کر ڈس نہ سکیں گے۔ بلکہ اپنی پہلی سیرت پر لوٹ جائینگے۔

میں اس دل سے جس کے اندر خدا کا خوف اور واقعات کو حقیقت کی روشنی میں دیکھنے کا جذبہ ہے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آج سے نصف صدی پیشتر کے ان واقعات پر غور کرے کہ خدا تعالیٰ نے اسوقت کیا فرمایا تھا۔ کیا حالات گرد و پیش تھے۔ اور بعد کے واقعات نے کیا ثابت کیا۔ وہ جس کی ذلت و تحقیر کے لئے منصوبے کئے گئے تھے دنیا میں **معزز و محترم ہو گیا۔** اسکے ذکر کا رفع ہوا۔ ساری دنیا میں اس کی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا ہے۔ اور دنیا کے ہر حصہ میں ایسی جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں جو **آپ کا ذکر بلند کر رہی ہیں** اور آپ پر ہر آن درود پڑھتی ہیں۔ یہ خیالی اور فرضی واقعات نہیں۔ بلکہ حقائق ہیں۔ جو **تاریخی شواہد** اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے آپ کا ذیل کا ایک مکتوب پڑھیں جو حضور نے ۱۵ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ کو امرتسر سے لکھا تھا (عرفانی)

مکتوب محولہ مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۸۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم میر صاحب سلمہ۔

بعد سلام مسنون۔ آنمحترم کا خط آج امرتسر میں مجھکو ملا۔ پانچ جلدیں حصہ اول و دوم و سوم روانہ ہو چکی ہیں۔ ایک خط دہلی کے علماء کی طرف سے اس خاکسار کو آیا تھا کہ **مولوی محمد نے تکفیر کا فتویٰ بہ نسبت اس خاکسار کے طلب کیا ہے۔ نہایت رفق اور ملائمت سے رہنا چاہیئے۔"**

آج حضرت خداوند کریم کی طرف سے الہام ہوا:۔

(۱)

یا عبد الرافع انی رافعک الیّ انی معزک لا مانع لما اعطی

شاید پرسوں مکرر الہام ہوا تھا:۔

(۲)

یا یحییٰ خذ الکتٰب بقوۃ

(۳)

خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ

آخری فقرہ پہلے بھی الہام ہو چکا ہے۔ ۱۵ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ – خاکسار **مرزا غلام احمد**

نوٹ:۔ اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ الہام نمبر ۱ (۱۵ فروری) ۱۸۸۴ء کو بمقام امرتسر ہوا تھا۔ اور الہام نمبر ۲ بمقام امرتسر ۱۳ فروری ۱۸۸۴ء کو مکرر ہوا تھا۔ اس سے بھی پہلے یہ الہام آپ کو ہو چکا تھا۔ اور الہام نمبر ۳ بھی پہلے ہو چکا تھا۔ (عرفانی)

15

قرآن کریم کے حقائق و معارف

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے درس کی روشنی میں)

(سلسلہ کے لئے دیکھو ۱۴ر جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۷ و ۸)

ان دلائل فطرتی کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ یہ قول فیصل نافذ فرماتا ہے

کَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

یعنی جس طرح پر یہ ثابت ہے۔ کہ حق کو چھوڑنے کا نتیجہ ہلاکت اور ضلالت ہے۔ اور مندرجہ بالا فطرتی دلائل اور شواہد سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت ہوتا ہے۔ انہیں دلائل سے یہ امر روشن اور واضح ہے۔ کہ

جن لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے۔ اور بدعہدی کی ہے۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی پوری ہو کر رہے گی۔ کہ وہ مومن نہ ہونگے اور مومن کے مقابلہ میں ان تمام عذابات کے مورد ہوں گے۔ جن کا وعدہ خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ یعنی مومن کامیاب و بامراد ہونگے اور کافر نامراد اور مغلوب ہو کر رہیں گے۔

قرآن مجید کی ترتیب نہایت ابلغ ہے۔ پہلے خدا تعالیٰ کی ہستی پر فطرتی شواہد اور دلائل پیش کئے۔ اب اُسکی توحید پر بحث اور تردید شرک کرتا ہے۔ اور خدا کی توحید کے اثبات کا جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہی ردِ شرک کا موجب ہے۔ یعنی ایک ہی قسم کی دلائل سے ایک ہی وقت میں تردید شرک اور اثبات توحید کر دکھایا ہے۔

ردِّ شرک کے دلائل

قرآن مجید ہستی باریتعالےٰ اور توحید الٰہی کے دلائل میں ایک بڑی دلیل یہ پیش کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ خلق کرتا ہے اور اس خلق کا اعادہ کرتا ہے۔ خلق کا اعادہ بتاتا ہے۔ کہ یہ خلق کسی اتفاق سے نہیں ہو گیا۔ بلکہ ایک قادر اور مدبر بالارادہ ہستی ہے جو خالق ہے۔ اور اس کے خالق اور مدبر بالارادہ ہونے کا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ اس خلق کا اعادہ کرتا ہے۔ اس دلیل کو قرآن مجید اس مقام پر ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

اَللّٰہُ یَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ

اللہ تعالےٰ خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے۔ اس دلیل کو مدنظر رکھ کر مشرکوں سے پہلے مطالبہ فرمایا۔ قل ھل من شرکاءکم من یبدء الخلق ثم یعیدہٗ۔ ان منکرین مشرکین سے پوچھو کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے۔ جو خلق کی ابتداء کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرے یہ ظاہر بات ہے۔ کہ کسی کے عمل کا ثبوت اعادہ ہی ہے اور جب مشرکین سے یہ سوال کیا جاوے تو اس کا جواب وہ نہیں دے سکتے۔

اعادہ میں دو باتیں ہوتی ہیں۔ ایک تو عملی قوت کا امتحان ہو جاتا ہے۔ دوم اعادہ ازلی قانون کو بتاتا ہے معبودان باطلہ تو آہستہ آہستہ نکل رہے ہیں۔ اور محدود زمانہ سے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کی صفت خالقیت کا اعادہ ازلی ہے۔ اور قوانین قدرت بھی ازلی ہیں پس اعادہ خلق کا مطالبہ ایک زبردست مطالبہ ہے جو ہر زمانہ کے مشرکین پر اتمام حجت کرتا ہے۔ یہ پہلی دلیل ردِ شرک کی ہے۔

دوسری دلیل

دوسری دلیل بھی اسی قسم کی ہے اور اس میں بھی مشرکین پر اتمام حجت کیا ہے۔ قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَکَآءِکُمْ مَّنْ یَّھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ۔ ان سے پوچھو کہ تمہارے معبودان باطلہ میں سے کون حق کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ یعنی کیا معبودان باطلہ کی طرف سے کوئی شخص کھڑا ہو کر یہ دعوے کرتا ہے کہ میں ان کی طرف سے مامور ہوا ہوں اور انہوں نے مجھے ہدایت کے لئے بھیجا ہے؟ برخلاف اس کے اللہ تعالےٰ کی طرف سے انبیاء و رسل مبعوث ہوتے ہیں۔ اور

وہ دعوت الی الحق کرتے ہیں

(یہ ایک نہایت ہی لطیف استدلال ہے معبودانِ باطلہ کی طرف سے کسی داعی کا مبعوث نہ ہونا ہی ان کی تردید کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے انبیاء کا مبعوث ہونا بجائے خود دلائل کا ایک مجموعہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ انبیاء کے وجود کے ساتھ لاانتہا دلائل نشانات اور معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور خود ان کا وجود ایک عظیم الشان آیت ہوتی ہے۔ کہنے کو یہ مختصر دعویٰ ہے۔ مگر اپنے اندر دلائل کا ایک مجموعہ اور خوارق کا لاانتہا سلسلہ ہے۔ عرفانی)

یہ دلائل پیش کرکے پھر قرآن مجید اپنے اعجازی اسلوب بیان سے اتمام حجت کرتا ہے۔ کہ دیکھو تمہارے معبودان باطلہ نہ خالق ہیں نہ وہ اعادہ خلق کر سکتے ہیں۔ اور نہ ان کی طرف سے کوئی داعی الی الحق مبعوث ہوتا ہے۔ کہ اس کی تائید و نصرت اُس کا وجود اُس کی تعلیم اُسکے خوارق و نشانات ان کی صداقت پر گواہ ہوں۔ لیکن برخلاف اس کے خدا تعالےٰ کی خالقیت اور اس خالقیت کا اعادہ ہمارے سامنے ہے۔ اور اس کی طرف سے ہمیشہ انبیاء مبعوث ہوتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے نشانات اور آیات کا ظہور ہوتا ہے۔ تو پھر اے مشرکو تم بتاؤ کہ

افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی

او مشرکو! اب تم ہی فیصلہ کرو کہ کیا وہ ہستی اس قابل ہے۔ کہ اس کی اطاعت کی جاوے جو حق کی طرف ہدایت کرتی ہے یا وہ جو خود کوئی ہدایت نہیں کرتی مگر یہ کہ اُسے خود ہدایت کی جاوے؟ یہ فطرت انسانی سے اپیل ہے۔ اور اس کا فیصلہ صاف ہے۔ کہ قابل اتباع وہی ہستی ہو سکتی ہے۔ جو دعوت الی الحق کرے۔

(یھدی الی الحق سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں)

پس جبکہ فطرت انسانی کا یہ فیصلہ ہے اور طبعی طور پر واجب الاتباع یہی ہستی ہو سکتی ہے تو مشرکو!

فَمَا لَکُمْ

تمہیں کیا ہو گیا۔

کیف تحکمون۔ تم کس طرح فیصلہ کرتے ہو۔ یعنی باوجود اس کے کہ عقل انسانی اور فطرت انسانی تمہیں ملزم کرتی ہے۔ مگر باوجود اس کے بھی تم شرک کرتے ہو۔ اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کرتے اور انکار کرتے ہو

حقیقت سے روگردانی اور خدا کی طرف سے آئے ہوئے انبیاء و مرسلین کا انکار و تکذیب ایسے کھلے کھلے دلائل کی موجودگی میں صرف ایک سبب سے ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ منکرین حق سے کام نہیں لیتے اور عقل و خرد کو بیکار چھوڑ دیتے ہیں۔ اور انکی حالت یہ ہوتی ہے کہ

مَا یَتَّبِعُ اَکْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا

ان منکرین کی اکثریت صرف ظن کی اتباع کرتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ

اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا

اور ظن حق کے مقابلہ میں کچھ نفع نہیں دیتا۔ ظن اور حق کا مقابلہ ہی کیا؟

ظن کے معنی غالب گمان۔ شک اور یقین کے بھی ہوتے ہیں۔ مگر اس جگہ ظن شک کے معنوں میں ہے۔ کیوں کہ حق اور غالب یقین کبھی آپس میں ٹکرایا نہیں کرتے بلکہ وہ تو ایک دوسرے کے موید اور مصدق ہوتے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ غالب یقین اور ہو اور حق اور ہو۔ مگر برخلاف اس کے شک اور حق باہم ٹکراتے ہیں۔ شک اسے کہتے ہیں۔ جس کے لئے دلیل کوئی نہ ہو۔ صرف طبعیت کی کمزوری اس طرف لے جاتی ہے۔ خیالات قیاسات اس جگہ در آتے ہیں جہاں یقین نہ ہو۔

یہ لوگ حق کو چھوڑ کر شک کی پیروی کرتے ہیں اور حق کے مقابلہ میں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ واقعات اس حقیقت کو آشکارا کر دیں گے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جو حق اور حکمت کے ساتھ آیا ہے۔ یہ خائب و خاسر رہیں گے۔ اس لئے کہ

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ ان کے افعال و اعمال کو خوب جانتا ہے۔

یہاں تک خداتعالیٰ کی ہستی اس کی توحید کے دلائل اور شرک کی تردید اور انبیاء و رسل کا ہدایت کے لئے مبعوث ہونا بیان فرمایا۔ انبیاء و رسل پر خداتعالیٰ کی وحی آتی اور کلام الٰہی اترتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ خداتعالےٰ کا کلام اور کتاب قرآن مجید لے کر آئے ہیں اور اسے پیش کرتے ہیں۔ اب اس کے کلام الٰہی ہونے اور افترار نہ ہونے کے دلائل پیش کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ کلام الٰہی اور مفتریات کے درمیان ایک امتیاز اور حد فاصل قائم کر کے دکھاتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

وما کان ہذا القرآن ان یفترى

اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ قرآن اللہ تعالےٰ کے سوا اپنے پاس سے جھوٹے طور پر بنالیا جاوے (اس کی دلیل کیا ہے؟) بلکہ یہ تصدیق کرتا ہے۔ (یہ پورا کرتا ہے) اس کلام کو جو اس کے سامنے ہے۔ اور یہ الکتٰب کی تفصیل ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔

یہ آیت مجموعہ دلائل ہے

اس آیت میں قرآن کریم کی صداقت کے کئی دلائل ہیں اور اس طرح یہ مجموعہ دلائل ہے۔

اول۔ یہ اپنی دلیل آپ ہے۔ اس میں ایسے امور ہیں جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا یہ کسی غیر کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اور وہ امور کئی قسم کے ہیں۔ مثلاً امور غیبیہ اور ایسے امور کہ جن پر چل کر خدا مل جاتا ہے۔ یہ صحیح اور محکم تعلیم ہے۔ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ پھر یہی نہیں کہ اس کی تعلیم اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور اپنے نتائج کے لحاظ سے اپنے ثمرات ساتھ رکھتی ہے۔ اور یہی نہیں کہ اس میں آئندہ کی خبریں اور امور غیب ہیں۔ بلکہ پچھلی کتابوں کی پیشگوئیاں اس کے ذریعہ پوری ہو رہی ہیں۔ اور یہ ان کو سچا کرتا ہے۔ مثلاً یہی بسم اللہ والی پیشگوئی جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ استثنا باب ۱۸ کو پورا کر رہی ہے۔

دوم۔ تفصیل الکتاب۔ یعنی پہلی کتب سماوی کی تفصیل اور تشریح موجود ہے۔ یعنی پہلی کتابوں میں جو باتیں اجمالی طور پر تھیں۔ اور جو تعلیمات تفصیل طلب تھیں ان کی تفصیل کرتا ہے۔ مثلاً پہلی کتب میں توحید کا تو ذکر ہے۔ مگر توحید کے دلائل اور توحید کی حقیقت پر بحث نہیں۔ یہ قرآن مجید نے کر کے دکھایا۔ اسی طرح پر ملک (فرشتہ) کا ذکر تو آتا ہے۔ مگر فرشتوں کے کام ان کے نزول کی کیفیت، ان سے تعلقات بڑھانے کے اصول وغیرہ امور پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی۔ اسی طرح دوسرے عقائد اور تعلیمات کا حال ہے۔ قرآن مجید ہر عقیدہ کی حقیقت اور اس کے اثبات کے دلائل کو واضح کرتا ہے۔ اور ہر تعلیم کی حکمت اور فلاسفی بیان کرتا ہے پہلی کتابوں میں پہلا قدم تھا۔ اور کچھ شک نہیں وہ اپنی ذات میں کامل تھا۔ مگر قرآن کریم کے بغیر کچھ نہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے سیڑھی کا پہلا ڈنڈا ہو۔ وہ اپنی جگہ کامل ہوتا ہے۔ لیکن جب تک آخری ڈنڈے تک انسان نہ پہنچے منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

سوم۔ لاریب فیہ۔ قرآن کریم کی تعلیم میں کسی قسم کی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ یہ دلائل و براہین سے موکد اور ثابت ہے۔

(ریب کے معنی شک اور تہمت کے ہوتے ہیں حاجت کے معنے بھی ہوتے ہیں۔ ریب المنون زمانہ کے تغیرات کو کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن کریم بے نظیر ہے۔ اس میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔ دنیوی نظام کے متعلق انسان کی زندگی کے ہر مرحلہ اور ہر حصہ کے متعلق اس میں جامع قوانین اور ہدایات موجود ہیں۔ اور روحانی ضرورت کی بھی کوئی بات باقی نہیں رہی ہے۔ کس طرح پر انسان ایک امن پسند شہری ایک وفادار دوست اور عادل حکمران بن سکتا ہے۔ اور کس طرح پر وہ قرب الٰہی کو پا لیتا ہے۔ تمام امور صراحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اور یہ ایسی جامع کتاب ہے۔ کہ زمانہ کے تغیرات اور حوادث کا اس پر کوئی اثر نہیں۔ وہ ہر زمانہ کے لئے اپنے اندر کامل ہدایت رکھتی ہے۔ اور ہر طبقہ زندگی کے لئے قوانین اسی میں موجود ہیں۔

چہارم۔ من رب العالمین یعنی قرآن کریم کے ساتھ رب العالمین کی صفت کا ظہور ہے۔ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ یہ قرآن مجید کی عالمگیر تعلیم اور عالمگیر ہدایت نامہ پر دلالت کرتا ہے یہ چار زبردست دلائل اور ضرورتیں قرآن کریم کی ہیں۔

ہذا القرآن کہہ کر قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا ہے۔ اس آیت کا اسلوب اور طرز بیان نہایت ہی عجیب اور شاندار ہے۔ کہ اس قرآن عظیم کیلئے ناممکن ہے کہ کوئی افترا کر سکے۔ یعنے انسانی دماغ ایسا بنا ہی نہیں سکتا۔

قرآن مجید دائمی چیلنج

یہ براہین خمسہ افترا کی دلیل نہیں اور قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر حجت ہیں۔ لیکن باوجود ان دلائل اور شواہد کے بھی اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ افترا ہے۔ تو قرآن مجید ایسے تمام لوگوں کے لئے خواہ وہ کسی زمانہ اور قوم کے ہوں ایک دائمی چیلنج دیتا ہے۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ الآیۃ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے یہ قرآن بنالیا ہے۔ کہہ دو اگر واقعہ میں تمہارا یہ خیال صحیح ہے تو اسی قسم کی ایک سورت لاؤ اور اللہ کے سوا جس کو بھی چاہو (مدد کے لئے) پکار لو۔ اگر تم سچے ہو۔

قرآن مجید کی یہ تحدی دائمی ہے

قرآن مجید کا یہ دعویٰ تیرہ سو سال سے چلا آتا ہے۔ مفسروں نے اسے ناقص طور پر پیش کیا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے مثل کو صرف زبان کی فصاحت، بلاغت تک محدود کر دیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دعویٰ کو کامل طور پر پیش کیا۔ ایک طرف قرآن مجید کے ادبی اور لسانی کمالات کا دعویٰ کیا۔ اور اس زبان کی فصاحت و بلاغت کے نشان کو بطور ایک آیت اب بھی زندہ کر دیا۔ دوسری طرف اس کے حقائق و معارف اور کمالات تعلیم اور اس کے ثمرات اور تازہ بتازہ آیات کی تحدی اپنی ذات سے کی۔ اور کوئی مقابلہ میں نہ آیا۔ یہ قرآن مجید کی اس تحدی کی زندہ صداقت ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ یہ تحدی اتنی وسیع ہے کہ کوئی کلام بنا کر کوئی دعویٰ کر دے کہ یہ قرآن کی مثل ہے حضرت خلیفہ اول کا بھی یہ خیال تھا۔ مگر میرے (خلیفہ ثانی) نزدیک قرآن کریم نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ مثل سے کیا مراد لیتا ہے۔

مثل قرآن کی تحدی قرآن مجید میں پانچ جگہ بیان کی ہے۔ (۱) سورۃ بقرہ (۲) سورۃ یونس (۳) سورۃ ہود (۴) سورۃ بنی اسرائیل (۵) سورۃ طور۔ سورۃ بقرہ اور اور سورۃ یونس میں ایک ہی طرح پیش ہوا ہے۔ اور باقی تین جگہ مختلف رنگ میں۔

اس جگہ مثل سے کیا مراد ہے

یہاں خداتعالیٰ قرآن مجید کو افترا کہنے والوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔ کہ اگر یہ افترا ہے۔ اور انسانی دماغ اور فکر کا نتیجہ ہے۔ تو یہ ظاہر بات ہے۔ کہ جو کام ایک آدمی کر سکتا ہے۔ دوسرا بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ انسانی قوتوں اور طاقتوں کے اندر ہوتا ہے۔ یہ صرف خدائی کام کی شان ہے کہ اس کی نظیر کوئی نہیں بنا سکتا۔ خواہ وہ کیسی ہی چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی کیوں نہ ہو؟ یہ ایک مسلم بات ہے۔ اب اس نظریہ کو ملحوظ رکھ کر قرآن مجید ان افترا کہنے والوں کو ملزم کر کے کہتا ہے۔ کہ اگر یہ ایک انسانی دماغ کے افترا کا نتیجہ ہے۔ تو پھر تم بھی اس جیسا بنا کر پیش کرو۔ قدرتی طور پر سوال ہوتا ہے۔ کہ قرآن کی سورۃ جیسی سے کیا مراد ہے؟ اس مقام پر تو صاف ظاہر ہے کہ ہ کی ضمیر قرآن مجید ہی کی طرف ہے اور یہ سورۃ بھی قرآن ہے۔ پس مطلب صاف ہے۔ کہ پانچ قسم کے دلائل والی سورۃ لاؤ۔

اول اس میں ایسے علوم ہوں جو انسان بیان نہ کر سکے (۲) پہلی پیشگوئیوں کی تصدیق کرے (۳) پہلی تعلیمات کو مکمل کرے۔ (۴) ساری دنیا کی ضرورتوں کی تکمیل کرے (۵) تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ہو۔

اس اتمام حجت اور چیلنج کا جواب کبھی بھی منکرین اسلام اور قرآن کریم نے نہیں دیا۔ اور دے بھی نہیں سکتے۔ باوجود اس ناکامی اور نامرادی کے پھر بھی یہ انکار کرتے ہیں تو کیوں۔ اس کا جواب بھی خود قرآن کریم دیتا ہے۔ بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ

بات یہ ہے۔ کہ یہ جو انکار کرتے ہیں۔ (اس کی وجہ علم و عقل کا فیصلہ ...... نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے) کہ اس کے علوم پر احاطہ نہ کر سکے۔ اس وجہ سے انکار کر دیا (اور دوسری وجہ انکار کی یہ ہے۔ کہ) ابھی وعید پورے نہیں ہوئے۔ (اور کشف حقیقت نہیں ہوا۔) (اور یہ کوئی نئی بات نہیں سنت اسی طرح پر چلی آتی ہے) ان منکرین سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح تکذیب کی۔ اچھا دیکھو ظالموں کا انجام کیا ہوتا ہے (یعنی ظالم ہلاک کئے جاتے ہیں)

باقی آئندہ

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات رسائل کی صورت میں تیں شائع کر رہا ہوں اور وقتاً فوقتاً پچاس سالہ پیشتر کے حالات میں بھی بعض مکتوبات یا دوسری تحریریں آتی رہیں گی تاہم اس سلسلہ کو محفوظ کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ اس میں مکتوبات احمدیہ کے عنوان کے تحت ہیں جو مکتوبات متفرق ہیں وہ شائع ہو جایا کریں۔ اس لئے ہر مہینے کے آخری پرچہ میں اس عنوان کے تحت چند مکتوبات دیئے جایا کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے مخصوص عنوانات کے تحت جو مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ کوئی صاحب میری اجازت کے بغیر ان کو کتابی صورت میں شائع کرنے کی جرأت نہ کریں۔ عرفانی

منشی حبیب الرحمان صاحب حاجی پوری کے نام

حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پور پھگواڑہ کے رئیس تھے۔ ان کے حالات زندگی صحابہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ضمن میں انشاء اللہ الحکم شائع کرے گا۔ آج ان کے نام کے چند مکتوبات درج کئے جاتے ہیں۔ عرفانی۔

مشفقی مجبی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محبت نامہ پہونچکر آپ کے تردوات کا حال دریافت کر کے بہت غم ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ آپ کو تمام تردوات سے مخلصی عطا فرماوے۔ آپ نے بہت ثواب کا کام کیا۔ کہ دس رسالے مفت تقسیم کئے۔ جزاکم اللہ۔ اب عنقریب انشاء اللہ رسالہ دافع الوساوس بھی شائع ہو جائے گا۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ آپ کی خواب نہایت عمدہ ہے۔ منشی ظفر احمد جو موجود تھے اس سے مراد انشاء اللہ ظفر ہے۔ یعنی فتح آپ کو ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد
۴۔ جنوری ۱۸۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی
مجبی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ کی علالت کی خبر سنکر تفکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت کامل عطا فرماوے نہایت آرزو ہے کہ آپ ۲۷ دسمبر ۹۲ء کے جلسہ میں تشریف لائیں۔ اگر آٹھ نو روز تک صحت کامل ہو جائے تو آپ آسکتے ہیں۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ مرض کی حالت میں قصر نماز نہیں چاہیئے البتہ اگر طاقت کھڑے ہونے کی نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ والسلام
۱۹۔ دسمبر ۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی
مجبی اخویم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ ڈیڑھ میل تک شہر میں اپنے گاؤں سے آنا بجز حرج کے متصور نہیں۔ چونکہ گاؤں میں مسجد ہے۔ اگر شہر کے نزدیک بھی ہے۔ تب بھی ایک محلہ کا حکم رکھتا ہے۔ کسی حدیث صحیح میں اس ممانعت کا

نام ونشان نہیں۔ بلاشبہ جمعہ جائز ہے۔ خداتعالیٰ کے دین میں حرج نہیں۔ کتاب دافع الوساوس چھپ رہی ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد۔ ۱۳۔ اگست ۹۲ء

مشفقی مجبی اخویم منشی حبیب الرحمان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچکر بدریافت واقعہ ہائلہ حادثہ وفات آپ کی ہمشیرہ کے بہت غم واندوہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداتعالیٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اس مرحومہ کو راضیات جنت میں داخل فرمائے آمین ثم آمین باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ مئی ۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی
مجبی مشفقی اخویم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مدت کے بعد آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ ایک رسالہ آپ کے نام روانہ ہو گیا ہے۔ دافع الوساوس بعد اس کے شائع ہوگا۔ زیورات کی نسبت جو آپ نے دریافت کیا ہے یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ مگر اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو زیور مستعمل ہو اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر بہتر ہے کہ دوسرے کو عاریتاً کبھی دیدیا کریں مثلاً دو تین روز کے لئے کسی عورت کو اگر عاریتاً پہننے کے لئے دیدیا جائے تو پھر بالاتفاق ساقط ہو جاتی ہے۔ خواب آپ کی نہایت عمدہ ہے۔ والسلام
راقم خاکسار غلام احمد از قادیاں
۲۵ جنوری ۱۸۹۲ء

ایک مصلوب کی دوبارہ زندگی

جدید علمی انکشاف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے واقعہ صلیب کو پیش کرتے ہوئے یہ بات پیش کی ہے کہ حضرت مسیح در اصل فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ان کو ایک شدید قسم کی بیہوشی ہو گئی تھی۔ اور یہ بیہوشی اتنی شدید تھی کہ اس میں اور موت میں بہت بڑی مشابہت تھی۔ اس نظریہ کو دنیا نے بڑی حیرانی سے دیکھا۔ اور نہایت درجہ لغویت سے کام لے کر اسے پس پشت پھینکنے کی سعی کی مگر خداتعالیٰ کے ماموروں اور راستبازوں کے منہ سے جو نکلتا ہے وہ رائگاں جانے کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیا میں باقی رہنے اور ابدی طور پر باقی رہنے کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ باتیں خدا کے جلال کے اظہار کے لئے ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ نظریہ بھی اس سنت سے خالی نہیں رہا۔ اور اب واقعات اور علمی انکشافات اس امر کی تصدیق کر رہے ہیں کہ حضرت اقدس واعلیٰ نے جو بات فرمائی تھی وہی حق اور راست تھی۔ چنانچہ حال ہی میں امریکہ کے اخبارات نے ایک حیرت انگیز واقعہ شائع کیا ہے جسکو مصری اخبارات نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے اور ہم مصری اخبار "کل شیئ" مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۳ء سے لیکر قارئین الحکم کے لئے شائع کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے:۔

"جنوبی امریکہ میں ایک حبشی مسمی کارفیلڈ بلڈوین کو ایک جرم میں پھانسی کی سزا دی گئی۔
صبح کے سات بجکر ۱۲ منٹ پر اسے پھانسی لگائی گئی۔ اور وہ ۹ منٹ تک پھانسی کی رسی کے ساتھ لٹکتا رہا۔
اس کے بعد ڈاکٹر نے اسکے دل کا معائنہ کر کے حکم سنا دیا کہ وہ مر گیا ہے اسکی لاش پھانسی کے رسے سے اتار کر اس شخص کے سپرد کی گئی جو اسکے ورثاء کی طرف سے لاش لینے کے لئے پہلے سے مقرر تھا۔ اس نے لاش کو ۴ منٹ کے اندر ایک بڑے ہسپتال میں پہنچا دیا۔ جہاں پہلے سے ہی ڈاکٹر اور نرسیں اسکا اپریشن کرنے کے لئے مستعد تھے۔ اپریشن روم کے کمرے میں بہت بڑی طاقت کی بجلی کے لیمپ جل رہے تھے جنہوں نے کمرہ کو بقعہ نور بنا رکھا تھا۔ اپریشن کی میز کے پاس بیداری پیدا کرنیوالی عقاقیر تیار رکھی تھیں اور ان کے پاس ہی "کورامین" کے انجکشن رکھے تھے۔ ایک دوسری میز پر گرم کھولتے پانی کی ٹب پڑی تھیں۔ اور ایک بڑی آکسیجن پیدا کرنے کے لئے لگائی گئی تھی۔ اس اپریشن کے لئے چار ڈاکٹر اور ۴ نرسیں مستعد تھیں۔ اکسپرٹ ڈاکٹر نے دو ڈاکٹروں کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ گرم پانی کے بھیگے ہوئے رومال اس شخص کے دماغ۔ گردن اور پھیپھڑوں پر بغیر کسی انقطاع کے رکھتے چلے جائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر نے سٹیتھسکوپ لگا کر دل کی حالت کا ملاحظہ کیا اور کہا کہ بہت تھوڑی امید ہے۔ پھر اس نے پہلے ڈاکٹروں کو ذرا روک کر خود ایک لمبی سوئی سے دل میں انجکشن کر دیا اور پھر ڈاکٹروں کو ان کا عمل جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ ڈاکٹروں نے اس تیزی سے گرم پانی کے عملیہ کو جاری رکھا کہ قریب تھا کہ اسکے جسم کی کھال جلکر اتر جائے۔
تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر نے پھر دل میں اس جگہ ایک دوسرا انجکشن کر دیا جس سے اس مردہ لاش میں ایک حرکت پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر نے جھٹ مصنوعی تنفس کی مشین اسکی ناک اور منہ پر لگا دی جس سے آہستہ آہستہ اس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ ڈاکٹر نے پھر تیسرا انجکشن کیا اور آکسیجن کی ایک مقدار دی جس سے وہ شخص بچ گیا اور اب ایک ایک جدید نام کے ساتھ چنگا ہو کر کام کر رہا ہے۔
اس واقعہ کی خبر جب انگلستان میں دل کے سب سے بڑے ڈاکٹر تک پہنچی تو اس نے کہا کہ یہ واقعہ بالکل ممکنات میں سے ہے۔ کیونکہ دل کے ٹھہر جانے پر اگر فوری اور بہترین وسائل اختیار کر لئے جائیں تو اس میں زندگی کے آثار پیدا کئے جا سکتے ہیں
اس واقعہ نے ہم کو بتا دیا کہ دل کی حرکت کے بند ہو جانے کے بعد اگر فوری تدابیر اختیار کی جائیں تو زندگی کا بہت بڑا امکان ہے۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ کی بغور پڑتال کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انکی بیہوشی صرف خون نکل جانے کی وجہ سے تھی اور وہاں بھی حواریوں نے جلد سے جلد قریب ترین مقام میں ان کے جسم کے علاج کا انتظام کیا تھا اور بیداری پیدا کرنے والی ۔۔۔ کو استعمال کیا تھا۔ جن سے ان کا ہوش میں آنا یقینی تھا۔ امریکہ کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب سینکڑوں ایسے بیہوش جو عام اصطلاح میں مردے کہلاتے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں

(دوسرا تمہیدی نوٹ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو پیش کرتے وقت گذشتہ اشاعت میں میں نے ایک تمہیدی نوٹ دیا تھا۔ اسی سلسلہ میں آج میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو پڑھتے وقت اس امر پر بھی غور کرنا چاہئے کہ ان دعاؤں میں حضور کی پاکیزہ فطرتی اور عبرت دینی کا کس حد تک پتہ لگتا ہے اور آپ کے قلب پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس کامل درجہ کی محبت ہے۔ آپ کو دنیا میں صرف ملت بیضا کے لئے ہی ہم و غم ہے جس کے لئے آپ ہر قسم کی قربانی کرتے رہے ہیں۔

کامل درجہ کا انکسار اور تذلل آپ کی دعاؤں میں نمایاں ہے۔ اور یہی چیز ہے جو دعاؤں میں قبولیت کی زندگی پیدا کرتی ہے۔

دعاؤں میں حضرت اقدس کا طریق جو آپ کی تحریروں اور طرز عمل سے پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ اولاً حضور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور اس کو جس قدر لمبا کر سکتے کرتے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے اور کثرت سے پڑھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی خصوصیات میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آپ نے درود شریف بکثرت سے پڑھا ہے۔ اس کثرت سے کہ اس کی نظیر میرے علم میں نہیں۔ اور اس کثرت درود شریف نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر قریب کر دیا کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی میں فنا ہو کر اسی رنگ میں نمایاں ہو گئے۔ اور آپ پر وہ انوار نازل ہوئے۔ جنہوں نے آپ کو مہبط الانوار بنا دیا اور آپ کے در و دیوار پر نور برسا اور وہ گھر دار الانوار بن گیا۔

میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو کچھ بھی لکھتا ہوں یا کہتا ہوں واقعات اور حقائق کی بنا پر کہتا ہوں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ درود شریف بکثرت پڑھنے کے نتائج میں آپ کے گھر پر انوار کے برکات نازل ہوئے نہ صرف یہ بلکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے آیۃ کریمہ واللہ متم نورہ کا مصداق قرار دیا۔ چنانچہ حضور نے براہین احمدیہ صہ ۵۰۲ میں لکھا ہے کہ

"سو چونکہ خداوند کریم نے اسباب خاصہ سے اس عاجز کو مخصوص کیا ہے اور ایسے زمانہ میں اس خاکسار کو پیدا کیا ہے کہ جو تمام خدمت تبلیغ کے لئے نہایت ہی معین و مددگار ہے اس نے اپنے تفضلات و عنایات سے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ روز ازل سے یہ بھی قرار پایا ہے۔ کہ آیت کریمہ متذکرہ بالا اور نیز آیۃ واللہ متم نورہ کا روحانی طور پر

مصداق یہ عاجز ہے

اور خدا تعالیٰ ان دلائل و براہین کو اور ان سب باتوں کو جو اس عاجز نے مخالفوں کے لئے لکھے ہیں خود مخالفوں تک پہنچا دے گا اور ان کا عاجز و لاجواب اور مغلوب ہونا دنیا میں ظاہر کر کے مفہوم آیۃ متذکرہ بالا کا پورا کر دیگا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

پھر اسی سلسلہ میں آپ نے درود شریف پڑھنے اور اس کے برکات کے سلسلہ میں اپنی ایک رویا بیان کی کہ

ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد آپ نے پھر ایک رویا کو تفصیل سے لکھا ہے جس میں آپ کی بعثت کا محرک اعظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود ہے۔ میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ براہین احمدیہ صہ ۵۰۲ کے حاشیہ کو پڑھیں۔

غرض آپ دعا میں حمد و درود شریف اور اپنی کمزوری و بے انتہا انکساری کو پیش کرتے تھے۔ میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ آپ کی دعاؤں کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً آپ کے طریق دعا کو بھی پیش کرتا جاؤں وباللہ التوفیق۔

اب میں حسب معمول آپ کی بعض دعائیں لکھتا ہوں۔ یہ دعائیں منظوم ہیں اور براہین احمدیہ میں درج ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منظوم دعا

اے خداوند من گناہم بخش
سوئے درگاہِ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم
پاک کن از گناہِ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن
بہ نگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی
وآنچہ میخواہم از تو نیز توئی

(براہین احمدیہ صہ)

اس دعا میں آپ نے کیا مانگا ہے؟ کیا دنیا کی عزت و دولت؟ کیا اولاد و احفاد کی کثرت یا حظ نفس کے سامان؟ ہرگز نہیں۔ غور کرو آپ کی دعا کا مقام کتنا بلند ہے اور اس سے آپ کے نفس مطہر کی شان نمایاں ہے آپ خدا تعالیٰ سے

خدا ہی کو مانگتے ہیں

غور کرو اس آخری شعر پر۔ کہ ہر دو جہان میں مجھے آپ ہی عزیز ہیں اور میری ساری امیدوں اور آرزوؤں کی منتہا آپ ہی ہیں آپ ہی کو آپ سے مانگتا ہوں اس دعا کی شان تیرہ سو سال کے اندر دکھاؤ

وآنچہ میخواہم از تو توئی

اس دعا کی قبولیت کی کیفیت بھی سن لو خدا تعالیٰ نے آپ پر وحی کی انتَ منّی وانا منکَ اور پھر فرمایا انتَ منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مقام پر ہے۔ حق و صداقت کے دشمن اور معرفت الٰہی سے بے بہرہ بدنصیب اس قسم کے الہامات پر جہالت سے اعتراض کرتے ہیں لیکن یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام اور شان کو ہی ظاہر نہیں کرتے بلکہ آپ کی اس حیثیت عبودیت کو بھی ظاہر کرتے ہیں جو آپ نے اپنے عمل سے ظاہر کی۔ آپ کی تمام تحریروں کو پڑھیں۔ آپ کی ان تقریروں پر غور کریں جن کی اشاعت کی توفیق اس گنہ گار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محض فضل سے دی۔ خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا میں آپ ہر وقت رطب اللسان ہیں اور اپنی انکساری و ناتوانی و بے کسی کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ بلکہ اس کا آپ کے قلب پر اس قدر غلبہ ہے کہ جب اس سلسلہ کو شروع کرتے ہیں تو اسی میں محو ہو جاتے ہیں اور یہاں تک کہہ جاتے ہیں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اس انکساری اور فروتنی نے آپ کو وہ عظیم الشان مقام دیا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا انتَ منّی وانا منکَ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

ایک ضروری درخواست

{جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کی عزت اور سعادت دی ہے وہ اپنے حالات اور فوٹو دفتر الحکم قادیان میں بھیجدیں تاکہ وہ شائع ہو جائیں۔ ہر ایسا شخص خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے اور آیات اللہ کی تلاوت ایمان کو ترقی دینے والی چیز ہے کسر نفسی سے اپنے حالات کو نہ چھپائے۔ (عرفانی)}

حضرت حافظ نور احمد صاحب لودہانوی رضی اللہ عنہ

نمبر (۲)

پہلے سالانہ جلسہ پر حاضری۔ علالت اور حضرت مسیح موعود کی تیمارداری | **حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے**

اس طرح پر آپ کے تعلقات محبت و اخلاص کے بڑھتے رہے اور قادیان آنا جانا رہا۔ پہلے سالانہ جلسہ پر حافظ صاحب تشریف لائے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ مجھے کھانا کھاتے ہی قے شروع ہو گئی۔ حافظ صاحب نے سمجھا کہ شاید پیغام اجل آپہنچا۔ مگر وہ خوش تھے کہ میں اپنے آقا و مولیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ہوئی آپ فوراً تشریف لے آئے اور ان کی حالت کو دیکھا اور ہر طرح تسلی دی۔ حافظ حامد علی مرحوم اور مرزا محمد اسماعیل بیگ صاحب کو حکم دیا کہ وہ باغ میں جا کر سنگترے توڑ کر لائیں اور حافظ صاحب کو دیں چنانچہ اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور خود سرکہ کی سکنجبین تیار کرا کر لائے اور حافظ صاحب کو دی۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت اس وقت تک میرے پاس بیٹھے رہے جب تک مجھے تسکین اور صحت نہ ہو گئی۔ میرے لئے آپ وہاں ہی دعا بھی فرماتے رہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **تیمارداری اور عیادت** کا ایک دھندلا سا خاکہ ہے۔ آپ کی شفقت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ حافظ صاحب کے سرہانے سے اٹھے نہیں جب تک ان کو **اطمینان اور صحت** نہ ہو گئی۔ وہ کیسا پیارا وقت ہو گا کہ خدا کا برگزیدہ مسیح موعود آقا ہو کر اپنے ایک غلام کی **چاکری** کر رہا ہے۔ اس چاکری پر دنیا کی ساری دولتیں اور حکومتیں نثار ہیں۔ اور اسی کا ثمرہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو وعدہ دیا **بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عیادت اور تیمارداری کے متعدد واقعات میں نے آپ کی سیرت میں لکھدیئے ہیں اسی واقعہ سے آپ کی شفقت اور نوازش کا بھی پتہ لگتا ہے جو آپ اپنے غلام پر فرماتے تھے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں میں اس وقت گول کمرہ میں تھا۔

(گول کمرہ۔ وہ ہے جو مسجد مبارک کی بیرونی سیڑھیوں سے ملا ہوا ہے۔ جس کا چھوٹا سا صحن ہے پہلے اس کے گرد دیوار نہ تھی۔ بلکہ وہ کھلا ہوا تھا اور وہ ایک قسم کا مہمان خانہ ہی تھا حضرت اقدس نے اسے اسی مقصد کے لئے بنوایا تھا کہ آپ خود مہمانوں کی خاطر و تواضع کر سکیں۔ اور وہ آپ ہی کے گھر کے ایک حصہ میں ٹھہریں۔ رفتہ رفتہ ضرورتیں بڑھتی گئیں اور مہمان خانہ کی توسیع ہوتی گئی اور ہوتی چلی جائے گی۔ عرفانی)

اور جب مجھے تسکین ہوئی اور نیند آنے لگی تو حضرت تشریف لے گئے اور حافظ صاحب اچھے ہو گئے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میں جلسہ کے بعد بھی کچھ دنوں تک قادیان ہی میں رہا۔ اور پھر لودہانہ چلا گیا۔ اس وقت میں کئی آدمیوں کو اپنے خرچ پر قادیان لایا تھا تاکہ وہ قادیان میں رہ کر حضرت کی صحبت میں فیض حاصل کریں۔

حضرت اقدس پھر لودہانہ میں اور مسیح موعود کے دعویٰ کا اعلان | حضرت مسیح موعود نے اپنے دعویٰ کا اعلان لودہانہ ہی سے کیا تھا۔ اور اس سے عام مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ خصوصاً لودہانہ کے **مولوی** تو پہلے ہی سے سخت مخالف تھے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ اس مرتبہ حضرت اقدس شہزادہ حیدر کے مکان میں اترے اور یہ مکان حاجی شہزادہ **عبد المجید** صاحب کے مکان کے متصل تھا حضرت نے وہ اشتہار جس کا عنوان "اموات غیر احیا" ہے۔ اسی جگہ سے دیا تھا۔ حافظ صاحب کہتے تھے کہ اس اشتہار کی طباعت **اشاعت** کا کام میرے سپرد کیا گیا۔ میں نے ارشاد عالی کی تعمیل کی اور اس اشتہار نے ایک آگ لگا دی مخالفت کا بازار گرم ہو گیا۔ ہر طرف سے شور بلند ہوا۔ اور جدھر سے ہم گذرتے انگلیاں اٹھتی تھیں۔ حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ اس **مخالفت** میں بڑا مزا آتا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ دل میں کچھ ایسی خوشی اور قوت معلوم ہوتی تھی کہ مخالفوں کی زبردست طاقت ہماری نظر میں کچھ بھی نہ تھی۔ اگرچہ ان کا تمام شہر پر اور باہر بہت بڑا اثر تھا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ ان کی طاقت اور اثر ہم کو بالکل ہیچ نظر آتا تھا۔ اور ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ **ہمارے مقابلے میں سب مردہ ہیں**

(نوٹ از عرفانی) یہ **سکینت** خدا تعالیٰ کے نبیوں کے ساتھ مخصوص ہو گئی ہے اور ان کے ذریعہ وہ نازل ہوتی ہے اور مومنین کے **قلوب** کو قوی کر دیتی ہے۔ حافظ صاحب کے اس بیان سے اس **سکینت** کے نزول کی شہادت ملتی ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک بجمد للہ اس امر کا گواہ ہے کہ حضرت **مسیح موعود علیہ السلام** کے خلاف اس وقت جبکہ طوفان **مخالفت** پیدا ہوا تو ہم مخالفوں کے زمروں اور جرگوں میں بے تکلف چلے جاتے اور ان کی جمعیت اور کثرت ہمارے قلوب کو مرعوب نہیں کر سکتی تھی خاکسار **عرفانی** کی زندگی ایسے کئی واقعات کی امین ہے کہ میں خطرناک مخالف مجمع میں چلا جاتا تھا اور ان کی کثرت اور قوت کا ذرا بھی اثر نہ ہوتا تھا۔ بڑے بڑے **جید علماء** کو اپنے علم پر ناز اور گھمنڈ ہوتا تھا ان سے مباحثات کرنے میں بھی باک نہ ہوتا تھا۔ غرض یہ **انبیاء علیہم السلام** اور ان کی جماعتوں کی ایک خصوصیت ہوتی ہے کہ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔

حافظ صاحب کہتے ہیں کہ شہر میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا تھا۔ اور مختلف مقامات پر ہمارے خلاف وعظ ہوتے جاہلوں کو اکسایا جاتا۔ مگر یہ چیزیں حضرت **مسیح موعود علیہ السلام** اور آپ کی جماعت کو پریشان نہ کرتی تھیں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی سے مباحثہ | جولائی ۱۸۹۱ء کو لودہانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے مباحثہ کرنا پڑا اور حافظ صاحب اس مباحثہ میں شریک تھے اور ضروری خدمت کرتے تھے۔ یہ مباحثہ مولوی محمد حسن صاحب لودہانوی کے مکان پر ہوا۔ مباحثہ ختم ہو گیا اور حضرت صاحب لودہانہ میں مقیم رہے حافظ صاحب کہتے ہیں۔

مسجدوں میں جانے سے ممانعت | رمضان شریف آیا تو میں قرآن مجید سنایا کرتا تھا اور غیر احمدی میرے پیچھے تراویح میں قرآن شریف سنتے تھے۔ انہوں نے مجھے کہنا شروع کیا کہ تم حضرت صاحب کے پاس مت جایا کرو اور احمدیت سے توبہ کرو۔ مگر میں حق کو چھوڑنے سے خدا کی پناہ چاہتا تھا میں نے ان سب کو کہدیا کہ تم ان کو قبول کر لو۔ اور میں تمہاری اس امامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ تم میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو۔

(حافظ صاحب کسی مسجد کے امام نہ تھے بلکہ وہ صرف رمضان میں قرآن شریف سنایا کرتے تھے عرفانی) آخر میں نے حضرت اقدس سے عرض کیا حضور نے فرمایا کہ **فساد والی جگہ مت جاؤ** وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل سے حافظ صاحب نے مساجد میں جانا چھوڑ دیا۔ اور گھر میں نماز پڑھنے لگے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ لوگوں نے میری سخت مخالفت شروع کر دی اور مجھے کافر مردود اور کیا کچھ کہا مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھا۔ حافظ صاحب کے عزیز و اقربا بھی مخالف تھے ان کا حقیقی بھائی ظاہراً مخالف تھا مگر اندرونی طور پر دونوں بھائیوں میں بہت محبت تھی۔

حقہ پانی بند | حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میرا ایک رشتہ میں سالا محمد خلیل ٹھیکہ دار تھا اس نے ایک کثیر مجمع میں مجھے مخاطب کر کے کہا کہ ہم نے تمہارا **حقہ پانی بند** کر دیا ہے۔ حافظ صاحب نے اس موقعہ پر ان کو جواب دیا کہ حقہ میں پیتا نہیں پانی خدا کی نعمت ہے تمہارا باپ بھی بند نہیں کر سکتا۔ انہیں دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی **عصمت** کی وفات کا واقعہ ہو گیا۔ حضرت اقدس کے ملازموں میں ایک پیرا پہاڑیا تھا۔ صاحبزادی عصمت کی وفات پر اسے بہت صدمہ ہوا اور وہ بہت روتا تھا میں نے اس کو روکا اور کہا کہ حضرت صاحب تو نہیں روتے تو کیوں روتا ہے۔ مگر وہ باز نہ آیا برابر دو تین گھنٹہ تک روتا رہا۔

(باقی آئندہ)

دُنیائے احمدیّت

(اس عنوان کے تحت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں اور ضروری اعلانات شائع ہوتے رہیں گے اور جو احباب دعا کی درخواستیں یا اور ضروری اعلانات مفید خاص روانہ کریں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ الحکم کی اعانت کا بھی لحاظ کریں۔ عرفانی)

مجلس مشاورت ۱۹۳۴ء کے متعلق اعلان

حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس انشاء اللہ مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۳۴ء کو بعد نماز جمعہ شروع ہوکر یکم اپریل کی دوپہر تک جاری رہے گا۔

ضروری ہے کہ اس اعلان کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمائندگان کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ یہ بھی ضروری قرار دیا جاتا ہے کہ ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کی سکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے لئے تشریف لائیں تو اس وقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں۔

نوٹ۔ جماعتوں کے امرا بحیثیت امیر ہونے کے بغیر کسی مزید انتخاب کے مجلس مشاورت میں بطور اپنی جماعت کے نمائندے کے شریک ہو سکتے ہیں۔

پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

غیر مُسلموں میں تبلیغ اسلام کا خاص دن

اس سال غیر مسلم اصحاب میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۴ مارچ ۱۹۳۴ء کا دن مقرر فرمایا ہے۔ اس موقعہ پر نظارت دعوت و تبلیغ احباب کی سہولت اور غیر مسلم اصحاب کی آسانی کی خاطر ایک ٹریکٹ بھی شائع کریگی۔ احباب کرام کو چاہیئے کہ ۴ مارچ ۱۹۳۴ء کو یوم التبلیغ منانے کی ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ تاکہ اپنے غیر مسلم دوستوں کے سامنے اسلام ایسا قیمتی تحفہ اس عمدگی اور خوبی کے ساتھ پیش کر سکیں کہ وہ خوش ہوں۔ اور آئیندہ اسلام کے متعلق ان کی دلچسپی بہت بڑھ جائے۔

اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز شیریں زبان اور عمدگی کلام ہے۔ چنانچہ تبلیغ کا فرض انجام دینے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک خاص حکم یہ فرمایا ہے۔ کہ ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة یعنی جن لوگوں کو تم اپنے رب کے رستہ کی طرف بلاؤ انہیں عمدگی اور خوش کلامی سے مخاطب کرو۔ پس ہر احمدی کو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے اور کسی رنگ میں بھی کسی کے لئے باعث ملال نہیں بننا چاہیئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

درخواست دعا

(۱)

جناب سیٹھ اسماعیل آدم صاحب جماعت بمبئی کے امیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اور سابقون الاولون میں سے ہیں۔ اور اپنی قوم میں سب سے پہلے احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سلسلہ کی بہت سی خدمات کے موقع دیئے ہیں۔ چنانچہ مبلغین سلسلہ کی آمد و رفت کے موقعہ پر ان کو خدمت کا موقعہ ملتا ہے۔ اور جماعت بمبئی کے لئے بھی ان کا وجود بہت قیمتی اور بابرکت ہے۔ وہ بعض افکار کی وجہ سے اور عمر کے لحاظ سے بھی اکثر بیمار رہتے ہیں جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب کو ان کے لئے دعا کے واسطے تحریک فرمائی تھی احباب انہیں دعاؤں میں التزاماً یاد رکھیں۔

(۲)

جناب سیٹھ عبداللہ بھائی احمدی جو اپنی نیکیوں اور سلسلہ کے لئے جوش تبلیغ میں ایک فرد ہیں جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سالانہ جلسہ پر اپنی ایک رویا بیان کی تھی جس میں آپ کو دکھایا گیا کہ ایک تخت پر وہ بیٹھے ہیں اور آسمان سے ایک کھڑکی کھلی اس میں سے فرشتے سیٹھ صاحب پر نور پھینک رہے ہیں۔ ان کی زندگی ایک عارف اور ولی اللہ کی زندگی ہے ان کی پھوپھی صاحبزادی بیمار ہے۔ کچھ ان کے خانگی معاملات میں بعض امور زیر بحث ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام مرادیں پوری کرے۔ اسی طرح ان کے ایک بھائی صاحب کے مقاصد کی کامیابی کے لئے بھی دعا کی جائے۔

سیٹھ جی۔ ایم ابراہیم بھائی سیٹھ صاحب کے ماموں ہیں۔ انہوں نے اس عمر میں سلسلہ میں داخل ہو کر ایک خارق عادت تبدیلی کی ہے وہ لنڈن مسلم لیگ کے سکرٹری رہ چکے ہیں۔ اور مشرق و مغرب کے بہت سے ممالک میں عزت و احترام کے ساتھ انہوں نے سیاحت کی امریکہ میں بہت ہی معزز سمجھے جاتے تھے۔ باوجودیکہ ان کی زندگی مغربی آب و ہوا اور تہذیب میں گذری ہے۔ لیکن سلسلہ میں داخل ہو کر شب زندہ دار بزرگ ہے ان کی بیٹی بھی بیمار رہتی ہیں ان کی صحت کے لئے اور خود ان کی اپنی صحت و عافیت کے لئے بھی باقاعدہ دعا کی جائے۔

(۳)

خاکسار ایڈیٹر الحکم مختلف قسم کے افکار کا شکار ہے اور اس پر پیرانہ سالی بھی ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ احباب میرے لئے دعا کریں کہ مولیٰ کریم راضی ہو جائے۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ میری زندگی میں اور اس کے بعد جب تک میری نسل باقی رہے الحکم اور سلسلہ کی قلمی خدمت کا کام خصوصیت سے ہوتا رہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و لائف کے کام کی تکمیل کر لوں۔

تبلیغ سلسلہ کی خبریں

امریکہ میں صوفی مطیع الرحمان ایم۔ اے بنگالی نے اپنے سلسلہ تبلیغ و اشاعت کو اس خوبی سے منظم کیا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مبلّغ وہاں اسلام کے متعلق ایک مستند وجود سمجھا جاتا ہے۔ مختلف مقامات پر جماعتیں قائم ہو کر کام کر رہی ہیں۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے امریکہ کے متعلق اشاعت سلسلہ کے جو واقعات بیان کئے ہیں وہ ہر ایک احمدی کے لئے خوش کن ہے امریکہ کی تبلیغ میں ہر احمدی مسلم سن رائز کا خریدار ہو کر باسانی مدد کر سکتا ہے۔

لنڈن میں بھی تبلیغی سلسلہ روز افزوں ترقی پر ہے اور نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کے کام میں خصوصیت سے دلچسپی لی جا رہی ہے۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب نے اپنے زمانہ قیام میں سلسلہ احمدیہ کو لنڈن میں بیٹھ کر یورپ و امریکہ میں نہایت قابلیت سے نمایاں کیا ہے۔ اور اپنے پیچھے آنے والے مبلغین کے لئے ایک شاہراہ تیار کر دی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم مالی حیثیت سے اس مشن کو مضبوط کریں۔ اور ایک معقول تعداد انگریزی ریویو کی یورپ و امریکہ کی لائبریریوں میں بھجوائیں۔

بلاد اسلامیہ میں تبلیغ سلسلہ نہایت خوبی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ مصر کی جماعتیں بعض ابتلاؤں میں سے گذر رہی ہیں لیکن یہ ابتلا مصری احمدی جماعت کی انشاء اللہ ترقی کا موجب ہونگے مولوی اللہ دتا صاحب فلسطین میں دعوت و تبلیغ کے کام کو نہایت عمدگی سے کر رہے ہیں۔ اور اب مصر چلے گئے ہیں۔

حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلّغ افریقہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ وہاں بیس ہزار کے قریب جماعت قائم ہو چکی ہے احمدیوں کے چھ سکول ہیں۔ وہاں کے احمدیوں میں سے کئی مبلغ کام کر رہے ہیں۔

جاوا اور سماٹرا کے مشن پوری کامیابی سے کام کر رہے ہیں۔

سالانہ جلسہ کے متعلق میرے تاثرات

نمبر (۳)

(۱۳)

قصرِ خلافت میں

پھر میں نے قصرِ خلافت میں ایک منظر کو دیکھا۔ جہاں مختلف جماعتیں ملاقات کے لئے صبح و شام موجود رہتی تھیں اور بیعت کرنے والوں کا ایک تانتا لگا رہتا تھا۔ لوگوں کا ہجوم بجائے خود ایک گھبرا دینے والی بات ہوتی ہے۔ لیکن ایک انسان کی حالت پر غور کرو۔ جو اپنے گھر میں قریباً اڑھائی سو مہمانوں کی مہمانداری کی خود نگرانی کر رہا ہے۔ اور ان میں سے پچاس ایسے مہمان ہیں جن کا کھانا وغیرہ سب اس کے گھر میں تیار ہوتا ہے۔ اور دو سو کے ناشتہ کا بھی انتظام ہو رہا ہے اور اپنے اسکے مشاغل یہ ہیں کہ وہ تمام نمازوں کا امام آپ ہے باہر سے آئے ہوئے تاروں کا ایک سلسلہ اس کے سامنے ہے اور ہزاروں کی تعداد میں رقعہ جات **دعا** اور دوسرے مقاصد کیلئے اسکے ہاتھوں میں آتے ہیں۔ پھر اسے تمام جلسہ کی رپورٹ کو روزانہ پڑھنا۔ اور ہر ضروری اطلاعات کا ہر وقت آتے رہنا۔ اور مناسب ہدایات فوراً اجاری کرنا اس کے اپنے فرائض میں داخل ہے۔ اسے روزانہ تقریریں بھی کرنی ہیں۔ اور سینکڑوں انسانوں کی بیعت روزانہ لینی ہے۔ اور اس کے ساتھ جماعتوں کی ملاقاتوں کا سلسلہ ہے۔ اور اس ملاقات اور بیعت کے سلسلہ میں ہر شخص کچھ نہ کچھ اپنی نسبت کہنا اور جواب لینا چاہتا ہے۔ اور مصافحہ تو ضروری کرتا ہے۔ ان تمام حالات کو سامنے رکھیئے اور پھر غور کریں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا صرف یہی ایک کام کیا کسی **معجزہ** سے خالی ہے۔ مختلف طبیعتوں اور مختلف مذاق۔ مختلف ضروریات کے انسان سامنے آتے ہیں۔ اور وہ اپنی مختلف قسم کی حاجتوں تکلیفوں اور ضروریات کو پیش کر کے **دعا** کے لئے عرض کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح چونکہ جماعت کے **روحانی باپ** ہیں۔ ان تکالیف اور حاجات و ضروریات کو سن کر اس کے قلب کی کیا کیفیت ہو سکتی ہے۔ میں تو سچ کہتا ہوں کہ تصور میں بھی نہیں آ سکتی۔

بہرحال میں **قصرِ خلافت** میں داخل ہوا۔

وہاں مختلف جماعتوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ کھڑے تھے۔ (اللھم زد فزد) حضرت کا سٹاف نہایت اخلاص پوری عقیدت اور اخلاق کے ساتھ ان آنے والے بھائیوں کی خدمت میں مصروف تھا۔ وہ ہر ایک سے محبت کے ساتھ پیش آتا۔ ان کی پوزیشن نہایت نازک تھی۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی **توجہ** اور **عقد ہمت** نے انھیں بھی **مضبوط**۔ حوصلہ مند اور **متحمل مزاج** بنا دیا تھا۔ وہ ہر قسم کی باتیں سنتے اور مسکراتے ہوئے جواب دے دیتے تھے۔

میں نے اس منظر اس انبوہ کو دیکھا اور اس شوق اور جذبہ کو پڑھا۔ جو ان کے قلوب میں کام کرتا تھا۔ میں نے چشم بصیرت سے دیکھا۔ اور اس گھر کے در و دیوار۔ اس کی ایک ایک اینٹ اور چھت کی کڑی۔ اور اس میں رہنے والے اور جمع ہونے والوں میں سے ہر ایک کو میں نے **خدا تعالیٰ کی ہستی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے پر ایک گواہ پایا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت راشدہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین ہونے پر **زندہ دلائل** کے رنگ میں پڑھا۔ اور اپنے ایمان میں ایک نئی تجلی محسوس کی کہ

الحمدللہ ہم نے اس چاند کو پہلی رات میں دیکھا تھا

پھر میرے دماغ میں مختلف خیالات کی لہریں اٹھنے لگیں انسان جذبات و تصورات کا پیکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان لوگوں کے آنے کے متعلق وحی ہو چکی تھی۔ کہ فوج در فوج آئینگے۔ اور حضور علیہ السلام پر یہ بھی ارشاد الٰہی نازل ہو چکا تھا کہ ان سے تھکنا نہیں۔ اور گھبرانا نہیں اور آپ نے ارشاد الٰہی کی کامل تعمیل کی۔ مگر اس کی **ایک بہت بڑی تجلی اب بھی ہو رہی ہے۔** جبکہ بیس بیس پچیس پچیس ہزار لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور ہر حالت میں

حضرت خلیفۃ المسیح ان سے ملاقات کر رہے ہیں

اور نہ گھبراتے ہیں نہ تھکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ان کا جسم ضرور تھک جاتا ہے۔ لیکن **ان کی روح کی قوت اتنی بڑھ جاتی ہے**۔ کہ وہ تھکتے ہوئے جسم کے لئے بھی ایک نئی قوت مہیا کر دیتی ہے۔ یہ صبر اور یہ ضبط اپنے نفس پر کہ ہزاروں انسانوں سے مصافحہ کے لئے گھنٹوں ہاتھ آگے بڑھا رہتا ہے۔ معمولی طاقت کا کام نہیں۔ میں نے عالم تصور میں جنگل میں ایک احمق **سادھو** کو دیکھا کہ ایک ہاتھ کو کھڑا کر کے سکھا رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ

احمق تو خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے عطیہ کی ناشکری کرتا ہے

آ۔ اے دیکھ خدا کی رضا کے لئے ایک ہاتھ پھیلا ہوا ہے۔ تا وہ لوگوں کے دکھوں کو دور کرے۔ اور غمگین اور شکستہ خاطروں کو اپنے ہاتھ کی گرمی سے گرما دے۔ اور ان میں تسکین اور تسلی کی لہر پیدا کرے۔ یہ حقیقت نفسیات پر غور کرنے والے انسان کی سمجھ میں آتی ہے۔ اور اس سے اس خلیفہ کی عظمت اور صداقت پر بصیرت پیدا ہوتی ہے

(۱۴)

میں نے دیکھا کہ **قصرِ خلافت** کے دروازے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **پوتے** مہمانوں کو ریسیو کر رہے ہیں اور اندر ان کے بٹھانے کے انتظام میں مصروف ہیں۔ بارہ تیرہ سال کے بچے جن کے کھیلنے کودنے کے دن ہوں وہ: رات کے ایک بجے تک دن بھر کے فرائض کو ادا کرنے کے بعد اسطرح پر مصروف خدمت ہیں۔ وہ اپنی سیادت کے نفسانی جذبہ کو کچل کر مہمانوں کی خدمت اس نیت اور جذبہ سے کر رہے ہوں۔ کہ یہ **آیات اللہ** ہیں۔ کیا یہ چھوٹی سی بات ہے؟ احمق اور حق ناشناس جدا ہونے والوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ گدی بن گئی ہے۔ وہ آئیں اور ایک بار تو دیکھیں کہ کیا گدیوں کا یہی حال ہے؟ ہر بچہ کی شکل میں مجھے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلوہ نظر آتا تھا۔ میں نے ان کو دیکھا اور بار بار دیکھا۔ میری آنکھوں میں روشنی اور دل میں سرور پیدا ہوتا تھا۔ اور میں ذوق سے کہتا کہ ع

اک سے ہزار ہوویں۔ بابرگ و بار ہوویں

کی دعا **بار آور** ہو رہی ہے۔ اور بہت لمبا زمانہ نہیں گذرے گا کہ یہ **ہزار کی جماعت** دنیا کے سامنے کھڑی ہوگی اور ہزار زندہ دلائل پر مشتمل ہوگی **اللھم زد فزد**۔ آمین۔

(۱۵)

حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس ملاقات کا کیا کہنا۔ وہ تو ایک **جنت** ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ملی اور جن لوگوں کو ملی ہے وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ حضرت کی مجلس میں جا کر ہر قسم کے غم دور ہو جاتے تھے۔ گھر کے مختلف قسم کے افکار لے کر جاتے۔ لیکن حضور کی مجلس میں ایک **سکینت قلب پر** نازل ہوتی تھی۔ آپ کے **ارشادات**۔ آپ کا **جمال** ایمان افزا اور ایسی تسلی بخشتا تھا کہ ہم ان تمام کیفیتوں کو جو ہم و غم کی قلب پر ہوتی تھیں بھول جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس میں بیٹھ کر اپنے قلب کو پڑھو۔ اگر وہ مسخ نہیں ہو گیا تو یقیناً اس میں تسلی اور تسکین کی لہریں اٹھتی ہوں گی۔ اسپر میری ہی نہیں ہزاروں انسانوں کی شہادت ہر وقت دی جا سکتی ہے۔ اور یہ ثبوت ہے اس کے قلب کی تطہیر اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی سکینت اور تسلی کا۔ وہ ایک **مجسمہ محبت** و رافت اپنے خدام سے بغیر کسی امتیاز کے اسطرح پر ملاقات کر رہا ہے کہ اپنے اور ان کے درمیان وہ کسی قسم کے امتیاز کا قائل نہیں۔ وہ ہر ایک بات کو نہایت غور سے سنتا اور نہایت محبت اور ہمدردی سے جواب دیتا ہے اس کے جواب سے مایوسی دور ہوتی ہے۔ اور قوت عمل اور توکل پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک فقرے میں ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ دل پر **مستقل اثر** اسکا باقی رہتا ہے ہم اپنی کمزوریاں اور مشکلات کو پیش کرتے ہیں۔ وہ اتنا کہہ دیتا ہے کہ "ہم تو قادر خدا کے ماننے والے ہیں۔ ساری طاقتوں کا مالک وہی ہے۔ یہ اس کا اپنا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ فرشتے اسکے لئے کام کر رہے ہیں۔ ہمارے

حربے تو دعائیں ہیں ۔“ غرض اسی قسم کے جملوں سے وہ شکستہ اور غمگین دلوں کی ڈھارس بندھوا دیتا ہے ۔ اور ان کو نئی قوت وطاقت کے ساتھ کام کرنے کے قابل کر دیتا ہے ایک شخص کہتا ہے کہ حضور بڑی خطرناک مخالفت ہو رہی ہے ۔ باہر نکلنا دشوار ہو گیا ہے ۔ گویا اب کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا ۔ وہ ہنس کر اتنا ہی کہدیتا ہے کہ **مخالفت ہی تو ترقی کی جڑ ہے** ۔ جب مخالفت نہ ہو ترقی نہیں ہوتی ۔ اب انشاء اللہ جب ایسی شدید مخالفت ہو رہی ہے تو انہیں سے کچھ لوگ پیدا ہو جائینگے ۔ خدا تعالیٰ کا یہی تو وعدہ ہے ۔ گھبرانے کا موقع نہیں بلکہ خوش ہو کہ اب خدا تعالیٰ کی نصرت آتی ہے ۔

یہ عجیب انسان ہے کہ مایوسی کی صورتوں میں اُمید اور غم افزا کیفیتوں میں **خوشی کی لہر** پیدا کر دیتا ہے ۔ **قصر خلافت** میں ملاقات کے اوقات میں ذرا اس فضا پر غور کرو تو ایمانی کیفیت ایک خاص رنگ اختیار کر لیتی ہے میں نے اس منظر کو دیکھا اور اس **استقامت** پر نظر ڈالی ۔ تو دل سے یہی آواز اُٹھی کہ یہی ہے وہ

الاستقامۃ فوق الکرامۃ

لوگ نشانات طلب کرتے ہیں ۔ خوارق چاہتے ہیں وہ اس **محبت قلب** اور **استقامت کو دیکھیں** کہ وہ گھبراتا نہیں بے قرار نہیں ہوتا ۔ ہر قسم کی باتوں کو سنتا ہے دن کا تھکا ہوا ہے آدھی رات سے اوپر گذرنے کو آئی ہے ۔ لوگ اپنی ضروریات کوشش کر رہے ہیں ۔ وہ سکون کے ساتھ سنتا ہے ۔ اور مشکلات میں سہولتیں پیدا کر رہا ہے

یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے

مگر ان کے لئے جو دل رکھتے ہیں ۔

(۱۶)

ملنے پھر ان لوگوں کی طرف نظر کی جو اس وقت تک سردی کی سخت شدت میں انتظار کر رہے ہیں ۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ وہ ایک بات کریں اور مصافحہ کریں ۔ میں نے سوچا کہ کس چیز نے ان لوگوں کو ان کھلی ہواؤں اور شدت سرما میں اس وقت تک بٹھائے رکھا ہے ۔ انھوں نے اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے میرے دل نے کہا کہ ان لوگوں کے اخلاص اور ایمان کا امتحان ہے ۔ اور انھوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ دنیا کی کوئی خواہش انھیں یہاں نہیں لائی وہ **صرف اللہ کی رضا** کے طالب ہیں ۔ اسکے ساتھ ہی مجھے **خلافت راشدہ** کی حقانیت اور صداقت پر ایک بصیرت افروز دلیل معلوم ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ یہ خلافت نہ ہوتی تو وہ قلوب کو اسطرف متوجہ کیوں کرتا ؟ لوگوں میں قربانی اور ایثار کی یہ روح اخلاص اور فرمانبرداری کا یہ جذبہ کیا کسی منصوبہ باز کو میسر آسکتا ہے ؟

برادران یوسف ! آنکھ کھول کر دیکھیں ۔

اعتراض کرنا تو آسان ہے ۔ آج تک ساڑھے تیرہ سو صدیاں گذر جانے پر بھی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **نبوت** اور آپ کی صداقت روز روشن کی طرح نمایاں ہے ۔ نور اور حق سے نفرت کرنے والے ذلیل اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں ۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو یہ وحی ہوئی تھی کہ

خدا کے برگزیدوں میں قبولیت کے آثار ہوتے ہیں

کیا یہ ایک معیار صداقت نہیں ہے ۔ یہ قبولیت باوجود اس خطرناک اور شرمناک مخالفت کے جو برابر بتیس برس سے ہو رہی ہے (بلکہ میں اسکی تاریخ اسی وقت سے لیتا ہوں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال اور رفع ہوا) کیا یہ کسی انسانی تدبیر کا نتیجہ ہو سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ یہ وہ نشان ہے جو بجز دل کے اندھے کے ہر شخص دیکھ سکتا ہے ۔ خواہ وہ آنکھ کا اندھا ہی ہو ۔

میں نے **سلامتی کے اس شہزادے** میں قبولیت کے ان آثار کو دیکھا ۔ اور کہا

اے مسیح موعودؑ کے جانشین تجھ پر سلام

تیرے وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وحی کی صداقت نمایاں ہے کہ

تیری مدد وہ انسان کرینگے جن پر ہم آسمان سے وحی کرینگے

بے شک وفاداروں اور مخلصوں کی جماعت اکٹھی نہیں ہوئی مگر اسی وحی کے ماتحت میں ——— میں نے پھر ایک بار کہا کہ

اے خدا کے خلیفہ تجھ پر سلام !

اور میں اپنے دل کو محبت اور ایمانی جذبات سے بھرا ہوا لے کر اتر آیا

(باقی آئندہ)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر وپبلشر نے چھاپ کر تراب منزل دفتر اخبار الحکم ۔ الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع کیا)